ڈاکٹر محمد اصغر سیال
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اقبالیات، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور
ڈاکٹر محمد رفیق الاسلام
ایسوسی ایٹ، شعبۂ اقبالیات، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور

علامہ اقبال کی منصوبہ جاتی بصیرت: اُن کے افکار و نظریات کی روشنی میں

Abstracts

Allam Iqbal's Visionary Plans: Illuminating his thoughts and ideas

By Dr. Muhammad Asghar Sial, Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur.

Dr. Muhammad Rafiqul Islam, Associate Professor, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur.

Allama Iqbal, Pakistan's revered national poet and philosopher, played a pivotal role in guiding the Muslims of India through the profound messages embedded in his poetry. His words resonated with a call to action, gaining worldwide acclaim for his philosophy of self-respect. This study delves into the intricate tapestry of Iqbal's thoughts, meticulously woven into his poetry and prose, reflecting a deep understanding of Indian politics, society, and history.During his academic pursuits, Iqbal extensively studied European civilization and culture, creatively presenting his insights in his

distinctive style. Ongoing research continues to explore the multifaceted dimensions of Iqbal's thoughts. Dr. Javed Iqbal highlighted some of Allama Iqbal's unfinished works, suggesting untapped potential awaiting completion.This research evaluates possibilities through the lens of Iqbal's visionary thoughts, borrowing from the vastness of poetry to envision new horizons. As a poet, Iqbal's words serve as a precursor to meaningful possibilities. Today, his thoughts remain a beacon, capable of guiding not only the world but particularly the Muslim Ummah. This paper reviews the aspects he delineated in his poetry and prose, emphasizing the unity of the Muslim Ummah and proposing solutions to cultural conflicts.

Keywords: Allama Iqbal, Urdu poetry and prose, prospects, Iqbal's thoughts, Muslim Ummah unity, solution of cultural conflict.

علامہ اقبال (۱۸۷۷ء-۱۹۳۸ء) پاکستان کے قومی شاعر اور فلسفی ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانانِ ہند کی راہنمائی کی۔ ان کا کلام پیغامِ عمل ہے۔ فلسفہ خودی کے ذریعے انھوں نے عالمی شہرت حاصل کی۔ علامہ اقبال کے افکار شاعری اور نثر دونوں میں بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔ انھوں نے ہندوستان کی سیاست، معاشرت اور تاریخ کا غائز مطالعہ کیا۔ انھوں نے سیاسی و معاشی سطح پر مغرب سے حسبِ ضرورت استفادہ کیا۔ ان کی تخلیقی طبیعت نے اسے اپنے انداز میں پیش کیا۔ افکارِ اقبال پر تاحال تحقیقی کام جاری ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے نشاندہی کی تھی کہ علامہ اقبال کے کچھ کام ادھورے رہ گئے جو تکمیل کے منتظر تھے۔ ان کے افکار کی روشنی میں امکانات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شاعری وسعتِ امکان سے بھرپور ہے۔ بطور شاعر ان کے کلام میں معانی آفرینی کا عمیق سمندر موجود ہے۔ آج بھی ان کے کلام اور افکار سے آفاقی اور بالخصوص ملتِ اسلامیہ کی راہنمائی ممکن ہے۔ انھوں نے نظم و نثر میں جن جہات کی طرف اشارات کیے ان کا تحقیقی جائزہ علامہ اقبال کی وسعتَ فکر کا عکاس ہے۔

زیرک اور حساس شاعر امکانات کے تحت اپنی فکر کے تانے بانے بنتا ہے۔علامہ اقبال نے بھی کئی ایسے منصوبے ادھورے چھوڑے جو ان کی خواہش تھی کہ ان کی حیات میں تکمیل پاتے۔ ادبی، معاشرتی اور اسلامی فلاحی تجدید ان کے تخلیقی ذہن میں کس طرح مستقبل کی عکاسی کر رہی تھی۔ وقت کی قلت کے سبب ان کے ناتمام تخلیقی

امکانات پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکے۔ ''بھگوت گیتا'' کا منظوم ترجمہ، ''اسلام میرے نقطۂ نگاہ سے''، ''جاوید نامہ'' کی مزید ارواح سے ملاقات کا احوال اور ''اجتہاد کی تاریخ و ارتقا'' ایسے موضوعات تھے جن پر انھوں نے خامہ فرسائی کرنا تھی افسوس کہ حیاتِ مستعار نے انھیں مہلت نہ دی۔ البتہ ان کا خواب اسلامی فلاحی ریاست کا قیام کسی حد تک پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ ان کی خواہش تھی کہ اسلامی عقائد و نظریات کا ایک مرتبہ غائر جائزہ لیا جائے اور مستقبل کے جدید مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ ادب اور تحقیق امکانات اور متحرک خیالات سے ہی ارتقا پاتے ہیں۔ انھوں نے مغربی افکار اور مسلم نظریات کے باہمی اشتراک اور اختلاف سے فلاحی مثبت سوچ کو کس طرح پیش کیا؟ اثرات کی قبولیت اور اپنی تخلیقی صلاحیت سے ان کی پیش کش ایک وصفِ خاص ہے جو اُنکی زندگی میں نمایاں نظر آتا ہے۔ آج بھی ان کے افکار کی بنیاد پر مزید منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔

ڈاکٹر جاوید اقبال (۱۹۲۴ء-۲۰۱۵ء) نے اپنے ایک تحقیقی مضمون میں علامہ اقبال کے ادبی، اسلامی اور سماجی منصوبہ جات کا ذکر کیا ہے جس میں انھوں نے بتایا ہے کہ علامہ اقبال ''بھگوت گیتا'' کا شاعری میں اردو ترجمہ، انگریزی میں ایک کتاب جس کا عنوان ''اسلام میرے نقطۂ نگاہ سے'' اور حادثۂ کربلا پر ایک طویل نظم لکھنے کے خواہش مند تھے۔ وہ ''جاوید نامہ'' میں مزید ارواح سے ملاقات کا تذکرہ لکھنا چاہتے تھے۔ زندگی کے آخری دنوں میں انھوں نے نواب آف بھوپال سے عہد کیا کہ وہ "اجتہاد کی تاریخ وارتقا" پر کتاب لکھیں گے۔

قائد اعظم محمد علی جناح (۱۸۷۶ء-۱۹۴۸ء) کے نام خط جو انھوں نے ۲۸۔ مئی ۱۹۳۷ء کو لکھا، میں سوال اٹھایا کہ مسلمانوں کی غربت کیسے دور کی جاسکتی ہے؟ اسلامی آئین کے طویل اور محتاط مطالعے کے بعد علامہ اقبال اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر یہ ضابطۂ قانون درست طریقے سے رائج ہو جائے تو ہر ایک کے لیے کم از کم زندہ رہنے کا حق محفوظ ہو جائے گا۔ یہ سب اس وقت ممکن ہو گا جب آزاد مسلم ریاست یا ریاستیں وجود میں آئیں گی۔[۱] اسلامی فکر کی تشکیل نو اور اجتہاد کی تاریخ وارتقا کے ساتھ علامہ اقبال ہندوستان میں اسلامی فلاحی ریاست کے عملی قیام کے تمنائی تھے۔ انھوں نے اپنے خطبات کے ذریعے فلسفۂ مذہب کی تشکیلِ نو کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کی فکر افزا جرأت نے نئے افراد کی ہمت افزائی بھی کی۔[۲]

مبصرین نے خطباتِ اقبال پر بہت کچھ لکھا ہے۔ سلیم احمد نے انھیں تہذیبی مسابقت کا محرک قرار دیا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ علامہ اقبال نے مغربی اور اسلامی تہذیب کے مابین مشترک عناصر کو کھوج نکالا ہے[۳]۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے لکھا ہے کہ وہ (اقبال) اسلامی عقائد اور نظریۂ حیات کا ایک مرتبہ پھر جائزہ لینے کے بعد دورِ جدید کے مسائل کا حل چاہتے تھے۔ اُن کی ایک مثال مسئلہ فلسطین ہے جسے عرب دنیا میں ابتدا سے تنازع کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر کنیز فاطمہ یوسف کے مطابق اسرائیلی ریاست کا قیام عربوں کے لیے ایک ایسا سانحہ ہے جسے وہ بھگت رہے

ہیں۔[۴]

علامہ اقبال نے اپنے وسیع مطالعے اور حقائق کی روشنی میں یہ منصوبہ پیش کیا کہ مسلم امہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ توانائی کے وسائل اپنے اختیار میں لے۔ بین الاقوامی تجارت کے سلسلے میں راہداری پر مکمل کنٹرول حاصل کرے۔ کمزور مسلم ممالک و ریاستوں پر سیاسی، معاشی اور عسکری جبر کی صورت میں اُن کی معاونت کی جائے۔ دورِ حاضر میں صنعتی ترقی کے لیے توانائی کے ذرائع از حد ضروری ہیں۔ ایسے ممالک جن کے پاس یہ ذرائع نہیں انھیں ہمیشہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلم امہ خسارے کا شکار ہے۔ عالمی سطح پر سعودی عرب اور عراق کے پاس تیل کے وسیع ذخائر ہیں۔ اس کے باوجود یہ دونوں ملک صنعتی ترقی کے لحاظ سے پسماندہ ہیں۔ دو طرفہ محاذِ جنگ کھلے ہوئے ہیں شمالی کوریا، ایران اور عراق عالمی طاقتوں کے لیے اور خود امریکا، اسرائیل اور بھارت مسلم امہ کے لیے فساد کا باعث ہیں۔[۵]

طاقتور اقوام کی روش یہ ہوتی ہے کہ وہ شر پسندی کے الزامات ہمیشہ بے قصور اقوام پر لگاتے ہیں۔ بقولِ اقبال:

غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش
ہر گرگ کو ہے برّۂ معصوم کی تلاش[۶]

حفظ ماتقدم کے طور پر کی جانے والی جنگی حکمتِ عملی کا مطالعہ دو کتب سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ ایک ”تاریخ کا اختتام“ (۱۹۹۳ء) اور دوسری تہذیبوں کا تصادم (۱۹۹۶ء) ہے۔ مسلم تہذیب کا مطالعہ کیا جائے تو علم ہوتا ہے کہ اس کی بنیاد مساوات پر قائم ہے۔ اسلامی فکر اور تربیت کے لیے مختلف دوائر قائم ہیں۔ مسلمانوں کی تعمیرِ نو کے لیے علامہ اقبال نے سوچ کے پانچ دائرے وضع کیے ہیں:

۱۔ تکمیلِ خودی
۲۔ تحصیلِ علم
۳۔ جدید حکومت کا قیام
۴۔ ثقافت مستعاریت
۵۔ اتحادِ امتِ مسلمہ

علامہ اقبال اسلامی فکر کی تشکیلِ نو کے تمنائی تھے۔ اسلام کو ہر طرح سے جانچا اور پرکھا جاسکتا ہے۔ انھوں نے *Reconstruction of Religious thoughts in Islam* میں اس کا اظہار کیا کہ اسلام عبادات کے ساتھ ساتھ استدلال کا دین ہے۔[۷]

ڈاکٹر کنیز فاطمہ یوسف نے فکرِ اقبال کی ضرورت کے تحت لکھا ہے کہ مسلمانوں کو عام اور پاکستانیوں کو خاص

طور پر فکرِ اقبال کی تشریح و ترویج کا فریضہ انجام دینا چاہیے۔[۸] علامہ اقبال نے امکان ظاہر کیا کہ عالمی قیادت مسلمان کریں گے۔ مشرق کی آئندہ قیادت ایسی چھوٹی سی قوم کرے گی جو ہندوستان کی قدامت کے باوجود مستعد ہے اور تاحال اس نے تاریخ میں کوئی مقام حاصل نہیں کیا۔ اسے قدیم زمانے سے دوسروں کی لڑائیوں میں الجھایا گیا ہے اور اس نے اپنے لیے کام نہیں کیا۔ بصیرتِ اقبال نے اہلِ وطن کو خبردار کیا کہ عنقریب انھیں بے مثال قومی ارتقا کا موقع ملے گا۔ اگر انھوں نے فائدہ نہ اٹھایا تو تاحشر محروم رہیں گے۔[۹]

علامہ اقبال کے فکری منصوبوں میں تعلیم کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کے لیے تعلیم کی افادیت پر زور دیا۔ دورِ حاضر کا تقاضا ہے کہ مسلم امہ اقبال کے وضع کردہ راستے پر چلتے ہوئے اپنے تعلیمی نظام کو بہتر بنائے اور مقاصد کو واضح کرے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم دنیا سیاسی و معاشی اصولوں پر اپنے راستے متعین کرے۔[۱۰]

اسلامی ثقافت کا فروغ علامہ اقبال کا خاص منصوبہ تھا۔ انھوں نے ثقافت میں بھی جمود کی بجائے متحرک رہنے کی تلقین کی ہے۔ انھوں نے اپنے چھٹے خطبے میں لکھا ہے کہ ثقافتی تحریک کے لحاظ سے اسلام ساکن نظریہ کائنات کی نفی کرتا ہے۔ عملی دنیا کے تصور پر کامل یقین اسلام کا خاصہ ہے۔ اسی سے فرد کی اہمیت بھی عیاں ہوتی ہے۔ انسانی اتحاد کی بنیاد نسل و جغرافیے سے ماورا اور روحانی ہے۔[۱۱]

عمرانی حوالے سے علامہ اقبال اس کے قائل تھے کہ ایسے ادارے قائم کیے جائیں جن کا مقصد انسانی افکار و کردار کی نشو و نما اور توقیر ہو۔ معاشرے کی بقا میں فرد کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں اس بلند مقصد کے لیے احترام آدمیت کے فروغ کی بات کی۔

برتر از گردوں مقامِ آدم است
اصلِ تہذیب احترام آدم است[۱۲]

ادب کی وسعت تمام علوم پر حاوی ہے۔ اسے اصناف تک محدود نہیں رکھا جاسکتا۔ زندگی سے متعلق تمام تر تخلیقی کاوشیں ادب کا جزو ہیں۔ ڈاکٹر کنیز فاطمہ کے مطابق ادب زندگی سے اخذ کیا جاتا ہے اور زندگی کی تعبیر بھی ادب سے ہی ممکن ہے۔[۱۳] علامہ اقبال نے اعلیٰ ادب تخلیق کیا۔ یوں اُن کے مخالفین کا اعتراض کا حرفِ غلط کی طرح مٹ جاتا ہے کہ انھیں تنقیدی شعور نہیں تھا۔ "اقبال اور عالمی ادب" کے مصنف نے واضح طور پر لکھا ہے کہ علامہ اقبال نے مشرقی تغزل کو اوجِ ثریا عطا کیا ہے۔ اُن کا فن اس قدر بلند ہے کہ منفی تنقید تارِ عنکبوت کے سوا کچھ نہیں۔[۱۴] یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال کے ادبی منصوبہ جات میں زندگی اور مقصد کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ وہ ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ انھوں نے اپنی تمام تر تخلیقی صلاحیتیں زندگی کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے صرف

کیں۔ علامہ اقبال فن کے معاملے میں مقصدیت کے حامی تھے۔ انھوں نے اس کے اظہار میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا۔ انھوں نے اس کی تائید مرقع چغتائی کے دیباچے میں بھی کیا۔(۱۵)

علامہ اقبال کے ذہن میں ایک ریاست کا خاکہ تھا۔ جسے انھوں نے اپنے خطبہ الٰہ آباد میں پیش کیا۔ انھوں نے مسلم ممالک کے زوال پر غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ انھیں اتحاد کو فروغ دینا چاہیے۔ عظیم مسلم سلطنتِ عثمانیہ (۱۴۵۱ء تا ۱۹۲۳ء) کے زوال کا ایک ہی سبب اقبال نے اپنے کلام میں لکھا کہ عربوں کی وحدت ختم ہوئی تو ان کی سلطنت و قوت انتشار کا شکار ہوگئی۔ ع

وحدت اعرابیان صد پارہ کرد
تا عرب در حلقہ ٔ دامش فتاد(۱۶)

علامہ اقبال نے برعظیم کے مسلمانوں کے لیے ہر محاذ پر کام کیا۔ فکری اور عملی طور پر انھیں ایک مرکز پر جمع کیا۔ سیاسی لحاظ سے انھیں منظم کرنے کے لیے قائدِ اعظم محمد علی جناح کو خطوط ارسال کیے جو سیاسی تاریخ میں اہم سنگِ میل کا درجہ رکھتے ہیں۔ انھیں کے مسلم ریاست کے قیام کا منصوبہ پاکستان کے روپ میں ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو ظہور پذیر ہوا۔ انھوں نے قدیم وطنیت کے نظریے کی اصلاح کی۔ اسلامی نظریہ وطنیت پیش کیا جس کی رو سے وطن جغرافیائی اور نسلی حدود و قیود سے ماورا ہے۔ انھوں نے واضح کیا کہ اقوام کی زندگی میں مذہب کی اہمیت مسلم ہے۔ ساتھ ہی مذہب ایک زبردست طاقت ہے جو مثبت مقاصد میں معاون ہے۔ انھوں تاریخی حوالے سے واضح کیا کہ اسلام تعمیری قوت کا سرچشمہ ہے۔ اس لحاظ سے ہندوستان دنیا کا منفرد ملک ہے جہاں اسلام عوامی تعمیری طاقت کے طور پر بہترین صورت میں ابھرا ہے۔ اب اسے دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے اپنے ایک مضمون میں علامہ اقبال کی دور اندیشی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انھوں نے تشکیلِ پاکستان اور مسلم نشاۃ ثانیہ کے ساتھ ساتھ نئے عالمی نظام کا خواب بھی دیکھا تھا۔(۱۷) اُن کے مطابق علامہ اقبال مردِ آفاقی ہیں۔ ان کی ذات رنگ و نسل، زبان و جغرافیہ کی حدود سے ماورا ہے۔ اُن کا عمل دیدن اور افزودن ہے۔(۱۸) احمد دین نے لکھا کہ علامہ اقبال نے مایوسی اور ناامیدی کی جھلک دکھا کر قوم کا دل بڑھایا اور جمود کی جگہ عمل کی تلقین کی۔ ان کا کلام ابتدا سے انتہا تک عمل کا پیغام ہے۔

مسلم خوابیدہ اُٹھ ہنگامہ آرا تو بھی(۱۹)

عالمی قیادت کے لیے علامہ اقبال نے "ضربِ کلیم" میں کچھ یوں بیان کیا ہے کہ حقیقی راہنما وہ ہے جو ناامیدی میں امید کا پیغام امید کو احساسِ زیاں کے ذریعے دے۔ ملاحظہ کیجیے:

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق — جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے   دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے[۲۰]

غلام صابر نے اپنی کتاب "اقبال شاعرِ فردا" میں لکھا ہے کہ رب کائنات نے انیسویں صدی میں ایک رہبر پیدا کیا جس نے اکیسویں صدی کے افراد کے لیے نشانِ راہ متعین کیا ہے۔[۲۱] علامہ خود لکھتے ہیں:

نغمہ ام زخمہ بے پرواستم
من نوائے شاعر فرداستم

مادی اور روحانیت ترقی میں توازن از حد ضروری ہے۔ تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہد ہیں کہ یورپ کے تاریک ماحول کو مسلمانوں نے علمی روشنی سے منور کیا۔ مسلمان سائنسی تحقیق و تدقیق کا بین پس منظر رکھتے ہیں لیکن افسوس کہ آج کا مسلمان اس سائنسی ایجادات سے تو مرعوب ہے اور اپنے آباؤ اجداد سے لاعلم ہے کہ انھوں نے اس ترقی کی بنیاد رکھی۔ مزید یہ کہ علامہ اقبال جس نئے نظام کے خواہش مند تھے انکا اصل الاصول خود انحصاری و خودداری تھا۔[۲۲] ایسے میں علامہ اقبال کی تمنا تھی کہ خود انحصاری کے منصوبے کو اپنایا جائے۔ انھوں کئی مقامات پر اس کا اظہار بھی کیا۔ مثلاً:

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سر آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی[۲۳]

علامہ اقبال روحانیت کے قائل تھے۔ وہ جانتے تھے کہ مادیت انسانیت کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی کے مطابق اقبال کو قلق اس بات کا ہے کہ نیا انسان روحانی سطح پر زیست کا قائل نہیں رہا۔[۲۴] علامہ اقبال نے یورپ کے احسانات اٹھانے کی بجائے اپنے وسائل سے حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی اساسی اور تعمیری فکر کا عکس اس شعر میں بخوبی دکھائی دیتا ہے:

اٹھا نہ شیشہ گران فرنگ کے احساں
سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر[۲۵]

علامہ اقبال اپنے ایک خط میں ڈاکٹر نکلسن کو تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کی زمینی بادشاہت فقط مسلمانوں کے لیے نہیں ہے بلکہ پوری انسانیت اس میں داخل ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ قومیت اور نسل کے اصنام کی پوجا چھوڑ دیں۔ ایک دوسرے کی انفرادی حیثیت تسلیم کرلیں۔ انجمنیں، عہد نامے انسانی فلاح و بہبود سے آشنا نہیں کر سکتے۔ فلاحِ انسانیت حریت و مساوات میں مضمر ہے۔ وقت کی ضرورت ہے کہ سائنس کا استعمال خاص طور پر تبدیل کر دیا جائے۔[۲۶]

ہندوستان کی سیاست پر ان کی گہری نظر تھی۔ جمہوری طریقہ انتخاب اور مسلمان اکثریت کو اقلیت میں

بدلنے کی سازش کو انھوں نے بھانپ لیا تھا۔ مسلمانوں کے اکثریت علاقوں میں ان کے ساتھ روا سلوک نے انھیں احساس دلایا کہ اگر مساوی حقوق میسر نہ آئے تو ان کی کیفیت کچھ اور ہو گی۔ علامہ اقبال اس حقیقت سے آشنا تھے کہ صوبائی سطح پر مسلمانوں کو مساوی ترقی کے لیے یکساں حقوق کی فراہمی از حد ضروری ہے۔ انھوں نے خاص طور پر سندھ اور سرحد میں اصلاحات کا مطالبہ کیا۔[۲۷]

سیاسی طور پر مسلمانوں کے استحصال کی کئی مثالیں ہیں۔ ایک یہ کہ بنگال کو اکثریت کے باوجود اقلیت میں بدل دیا گیا۔ اس تناظر میں علامہ اقبال نے سوال اٹھایا کہ مسلمانوں کو آئینی اقدامات کی ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کو نمائندگی دی جائے، یہ عمل رعایت نہیں بلکہ مکمل انصاف ہو گا۔[۲۸] علامہ اقبال کی نظر میں مغربی تہذیب مسلمانوں کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ انھوں نے اسلامی دستورِ سیاست کو اپنانے پر زور دیا۔ نئی تہذیب کے اثرات کا ذکر انھوں نے بارہا کیا۔ کلامِ اقبال ملاحظہ کیجیے:

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذّتیں کیا کیا
رقابت، خودفروشی، ناشکیبائی، ہوسناکی
فروغِ شمعِ نَو سے بزمِ مسلم جگمگا اُٹھّی
مگر کہتی ہے پروانوں سے میری کُہنہ اِدراکی
"تو اے پروانہ! ایں گرمی ز شمعِ محفلے داری
چو من در آتشِ خود سوز اگر سوزِ دلے داری"[۲۹]

معاشی آسودگی علامہ اقبال کا خاص منصوبہ تھا۔ اُن کی خواہش تھی کہ مسلمان ہندوستان میں معاشی طور پر مضبوط و مستحکم ہوں۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے مسلمانوں کی بھرپور نمائندگی کی۔ "علم الاقتصاد" علامہ اقبال کی اولین کتاب ہے جس میں انھوں نے غربت کے نقصانات کا ذکر کیا ہے۔ قیوم نظامی اپنے ایک کالم میں علامہ اقبال کے معاشی نظریے کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ زمین کو مخلوقِ خدا کے لیے عطیۂ خداوندی خیال کرتے تھے۔ انھوں نے شرکت کے اصول پر معاشی نظام کی تشکیل کی خواہش ظاہر کی۔ اسلامی وراثت کی غایت دولت کی تقسیم اور اجارہ داری کا خاتمہ ہے۔ جس سے فردِ واحد کی آمریت کا خاتمہ ہوتا ہے جو انسانیت اور معاشرے کے استحکام کے لیے مفید ہے۔[۳۰]

علامہ اقبال ذاتی طور پر جانتے تھے کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر ترقی کا واحد راستہ تعلیم ہے۔ اگر اُن کی گھریلو زندگی کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے اپنے بچوں کی تعلیم اور مستقبل کے بارے میں فکر مند رہتے تھے۔ جرمن خاتون مس ڈورس اُن کے بچوں کی نگرانی کرتی رہیں۔ جاوید اقبال اور منیرہ کے بارے میں اُن کی اضطرابی

کیفیت کا ذکر انھوں نے اپنی کتاب میں بھی کیا۔ وہ لکھتی ہیں:

> He had worried a great deal about their future and sometimes discussed it with me. He had always wondered how they would manage after he died, since they were very young and had still to be educated.(31)

شاعری میں علامہ اقبال نے اپنی قلندرانہ کیفیات کو جا بجا پیش کیا ہے۔ وہ روشن ضمیر شاعر تھے اور اس لحاظ سے دولتِ فکر سے مالا مال تھے۔ فقر و غنا کو وہ اپنا سرمایۂ حیات تصور کرتے تھے۔ اپنے کلام میں بارہا انھوں نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ارمغانِ حجاز میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

اگر دانا دل و صافی ضمیر است
فقیری با تہی دستی امیر است

علامہ اقبال بین الاقوامی ترقی کے لیے علم آگاہی اور صنعت و حرفت کو اپنانے کے قائل تھے۔ وہ یورپ سے یکسر بے زار نہیں تھے انھوں نے ہر مثبت پہلو کو قابلِ تقلید خیال کیا ہے۔ ضربِ کلیم میں انھوں نے اس کا اظہار یوں کیا ہے:

مشرق سے ہو بے زار نہ مغرب سے حذر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر(۳۲)

علامہ اقبال مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں پر نظر رکھتے تھے۔ انھوں نے دقیق نظری سے تہذیبِ مغرب کا مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ قلیل منفی جہات کو معمولی تصور نہ کیا جائے۔ اُن کی دُور بین نگاہ نے آمدہ حالات کا نوشتہ پڑھا اور اپنی قوم کا آگاہ کیا۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے اسی چیز کو یوں بیان کرتے ہیں:

> ”اقبال کی شعری اور نثری تحریروں کے پورے سرمایے کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مغربی کلچر کے مثبت پہلوؤں کے اعتراف کے باوجود اس کے منفی پہلو اقبال کے نزدیک مقدار میں کہیں بڑھے ہوئے ہیں۔ ان منفی پہلوؤں کے اعلان و اظہار میں اقبال نے اپنے شعری وسائل سے کمال درجے کا کام لیا اور ملتِ اسلامیہ کو بالخصوص اور پوری نوعِ انسانی کو بالعموم اس سے بڑی درد مندی سے آگاہ کیا۔“(۳۳)

علامہ اقبال کے کلام کے بارے میں مختلف ماہرین کی آرا مختلف ہیں۔ اُن کی شاعری میں غور و خوص کے لیے

تعصب سے مبرا ہونا ضروری ہے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ اقبال کے کلام اور کلامِ الٰہی کو ہر قسم کی عصبیت کی عینک سے ہٹ کر اور وسیع تر پس منظر میں پڑھنا اور سمجھنا چاہیے۔[۳۴] شاعرِ مشرق کا منصوبہ تھا کہ وہ "متحدہ قومیت" کے موضوع پر ایک جامع مقالہ تحریر کریں جس کا ذکر سید نور محمد قادری نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔[۳۵]

علامہ اقبال برعظیم کے ملی تشخص سے بخوبی آگاہ تھے۔ مسلم امہ اپنے دین سے جُدا ہو کر پنپ نہیں سکتی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم اکرام نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ علامہ اقبال نے ملتِ اسلامیہ کی اساس دین اسلام کو قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کے حیات کا ضامن ان کا ملّی تشخص ہی ہے۔[۳۶]

"جدید تحریکات اور اقبال" میں واضح کیا گیا ہے کہ علامہ اقبال کی شخصیت میں جدید دور کی جملہ خوبیاں پنہاں تھیں۔ قدامت پسندی سے انھیں کوئی واسطہ نہ تھا۔ انھوں نے ہر امر، واقعے اور فکر کو علم و منطق کی کسوٹی پر جانچا۔ معاشرتی اور معاشی ترقی کے لیے حرکت و تغیر کو انھوں نے جزو لاینفک قرار دیا۔ کامل یقین کے ساتھ ہر لمحہ جدوجہد اُن کی زندگی اور افکار کا حاصل ہے۔ انھوں نے اپنے آپ کو فلسفی کے ساتھ ساتھ باعمل شاعر بھی ثابت کیا۔[۳۷]

علامہ اقبال عقل سے ماورا مابعد الطبیعیاتی وابستگی بھی رکھتے تھے۔ انھوں نے ایم۔ اے میں فلسفے کو بطور مضمون منتخب کیا۔ فطرت، کائنات، خدا اور انسانیت کے بارے میں سوالات ان کی دلچسپی کے عکاس ہیں۔ انھوں نے حسنِ مطلق، موت و حیات، خوشی و غمی اور انسانی نفسیات پر خاص توجہ دی۔ فلسفہ و روحانیت کے امتزاج نے انھیں مابعد الطبیعاتی مسائل کی طرف مائل کیا۔ پی ایچ۔ ڈی کا موضوع بھی اس بات کی دلیل ہے۔ مابعد الطبیعیات کے براہِ راست مطالعے کی وجہ سے اُن کے روحانی تصورات میں بھی تغیر رونما ہوا۔ یوں دورانِ تحقیق اس کے اثرات کا بھی علم ہوا۔[۳۸] قدیم تصوف اور دورِ جدید میں اس کی ضرورت کا منشا تھا جسے انھوں نے فنا کی بجائے بقا کی صورت میں پیس کیا ہے۔

سیاست میں عملی حصے لینے کے ساتھ ساتھ انھوں نے سیاسی موضوعات کو شاعری میں پرو دیا ہے۔ اس حوالے سے "خورشید کا سامانِ سفر" کے مصنف نے لکھا ہے کہ بیسویں صدی کا واحد شاعر علامہ اقبال ہے جس نے ڈبلیو بی یے ٹس (W.B. Yeats) کی طرح سیاسی موضوعات کو شاعری میں برتا ہے۔[۳۹]

علامہ اقبال کی ذات حکمت و جذبات کا مرقع تھی۔ انھوں ہر واقعے کا اثر لیا اور اپنے جذبات کو شعر کی صورت میں پیش بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ نے اقبال کے ذہن کے دو عناصر بیان کیے ہیں ایک حکیمانہ اور دوسرا شدید جذباتی وابستگی۔[۴۰]

علامہ اقبال کی فکر کے مطابق ہندوستان میں ایک ایسی اسلامی یونی ورسٹی کا منصوبہ تھا جو قوم کے عوام کی

تربیت بین الاقوامی سطح پر کرے۔ عام طور پر علما اور واعظ اس خدمت کے اہل نہیں کیوں کہ موجودہ دور میں تاریخ، اقتصادیات اور عمرانیات کے ساتھ ساتھ حقائق عظیمہ سے واقفیت اور ادب پر کامل دسترس ضروری ہے۔ (۴۱)

علامہ اقبال نے بے خودی کی کیفیت میں جو کچھ لکھا اسے ایک راز داں کی کیفیت سے دیکھا جائے:

> Do not consider my frenzied tune as mere attempt at"versifications, for sooth I am conversant with the secrets oftavern.(42)

علامہ اقبال نے تجدید کا کام کیا۔ انھوں نے ادب، سیاست، مذہب میں نئی تشکیل کی ضرورت پر زور دیا۔ عزیز احمد نے اقبال کو نئے انداز سے دیکھا۔ انھوں نے دوٹوک الفاظ میں اقبال کو مجدّد قرار دیتے ہوئے اپنی کتاب کا عنوان "اقبال نئی تشکیل" لکھا ہے۔ (۴۳)

دورِ حاضر میں تہذیبوں کے مسائل کا حل مکالمے میں ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب فریقین میں مساوات یا برابری ہو۔ (۴۴)

اسلامی، سیاسی اور ادبی منصوبے جو علامہ اقبال مکمل کرنے کے خواہش مند تھے اگر ان کی زندگی وفا کرتی تو وہ بھگوت گیتا کا ترجمہ، اسلام ان کے نقطہ نگاہ سے، جاوید نامے کی مزید ارواح سے ملاقاتیں، اجتہاد کی تاریخ و ارتقا، اسلامی فلاحی ریاست کا حقیقی قیام اور ادبی تخلیقات منظر عام پر لاتے۔ علامہ اقبال کی فکر اور فن پر مبسوط کتب موجود ہیں جن کی روشنی میں مختلف پہلوؤں پر مزید تحقیق کی جا سکتی ہے۔ مکمل تشریح اور قدر شناسی کے تحت اقبالیات کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ محققین کو دعوتِ تحقیق و تخلیق دے رہا ہے۔ ان کے منصوبہ جات جو ان کی فکر سے عیاں ہوتے ہیں اُن کی تکمیل کے لیے اب بھی تخلیق کار اور محققین کوشش کر سکتے ہیں۔

حواشی

۱۔ جاوید اقبال، وہ کام جو اقبال ادھورے چھوڑ گئے، مشمولہ اقبالیات، شمارہ جنوری / جولائی ۲۰۱۲ء، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ص۵

۲۔ ایضاً، ص۶

۳۔ ایضاً، ص۵

۴۔ ڈاکٹر کنیز فاطمہ یوسف، اقبال اور عصری مسائل، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء)، ص۴۸۵

۵۔ ایضاً، ص۴۸۶

۶۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۸ء)، ص۶۵۷

۷۔ یہ علامہ اقبال کے خطبات کا مجموعہ ہے جسے پہلی مرتبہ ۱۹۳۰ء میں شائع کیا گیا۔ اس کا پہلا اردو ترجمہ سید نذیر نیازی نے تشکیلِ

جدید الٰہیاتِ اسلامیہ(۱۹۵۸ء) کے عنوان سے کیا۔ جامعہ کراچی کے پاکستان اسٹڈی سینٹر نے ڈاکٹر حسین محمد جعفری کی مرتبہ اقبال: فکرِ اسلامی کی تشکیلِ جدید، دسمبر ۱۹۸۸ء میں شائع کی۔

۸۔ ڈاکٹر کنیز فاطمہ یوسف، اقبال اور عصری مسائل، ص ۴۸۸

۹۔ احمد صلاح الدین، تصوراتِ اقبال، (لاہور: ادارہ ادبی دنیا، ۱۹۶۷ء)، ص ۱۴۶

۱۰۔ ڈاکٹر کنیز فاطمہ یوسف، اقبال اور عصری مسائل، ص ۴۹۹

۱۱۔ علامہ محمد اقبال، *Reconstruction of Religious thought in Islam*، (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۱۶، بار دوم

۱۲۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۴ء)، ص ۶۵۷

۱۳۔ ڈاکٹر کنیز فاطمہ یوسف، اقبال اور عصری مسائل، ص ۵۰۴

۱۴۔ ڈاکٹر عبد المغنی، اقبال اور عالمی ادب، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع دوم ۱۹۹۰ء)، ص ۴۹

۱۵۔ نصیر احمد ناصر، اقبال اور جمالیات، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع سوم ۲۰۲۲ء)، ص ۲۲۱

۱۶۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال فارسی، ص ۸۳۷

۱۷۔ ڈاکٹر تحسین فراقی، اقبال دیدۂ بینائے قوم، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع دوم، ۲۰۲۲ء)، ص ۲۵

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۸

۱۹۔ مولوی احمد دین، اقبال، مرتبہ مشفق خواجہ، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع چہارم ۲۰۰۶ء)، ص ۲۴۷

۲۰۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص ۵۱۱، ۵۱۲

۲۱۔ غلام صابر، اقبال شاعر فردا، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع سوم، ۲۰۰۶ء)، ص ۱۱۴

۲۲۔ ڈاکٹر تحسین فراقی، اقبال دیدۂ بینائے قوم، ص ۴۰

۲۳۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۸۷

۲۴۔ ڈاکٹر تحسین فراقی، اقبال دیدۂ بینائے قوم، ص ۳۰

۲۵۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص ۴۳۹

۲۶۔ رئیس احمد جعفری، اقبال اور سیاستِ ملّی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۱ء)، ص ۸۱۔ ۸۲، اشاعتِ دوم

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۲۶۔ ۲۲۷

۲۸۔ ایضاً، ص ۲۷۴

۲۹۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص ۲۵۳

۳۰۔ قیوم نظامی، منظر نامہ، مشمولہ نوائے وقت، لاہور، ۱۰ نومبر ۲۰۱۸ء

۳۱۔ ڈورس احمد (Doris Ahmad)، Iqbal as I knew him، (لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۱۸ء)، ص ۳۹، بار سوم

۳۲۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص ۶۲۱

۳۳۔ ڈاکٹر تحسین فراقی، اقبال: چند نئے مباحث، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۹ء)، ص ۱۰۷، طبع سوم

۳۴۔ ڈاکٹر طیب انصاری، خیالاتِ اقبال، (حیدر آباد: ادبی مرکز، اکتوبر ۱۹۹۳ء)، ص ۱۰۴

۳۵۔ سید نور محمد قادری، اقبال کا آخری معرکہ، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جنوری ۱۹۸۷ء)، ص ۱۰۰

۳۶۔ پروفیسر ڈاکٹر سیّد محمد اکرم اِکرام، اقبال اور ملّی تشخص، (لاہور: بزم اقبال، اکتوبر ۱۹۹۸ء)، ص ۱۷

۳۷۔ ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، جدید تحریکات اور اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۲۲ء)، ص ۱۰۰، طبع دوم

۳۸۔ ڈاکٹر عروبہ مسرور صدیقی، کلامِ اقبال میں مابعدالطبیعیاتی اور صوفیانہ عناصر، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۲۲ء)، ص ۲۳۵

۳۹۔ شمس الرحمٰن فاروقی (دیباچہ)، خورشید کا سامانِ سفر، (کراچی: اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس آف اوکسفرڈ، ۲۰۰۷ء)، ص ز

۴۰۔ سیّد عبدالواحد معینی (مرتب)، مقالاتِ اقبال، پیش لفظ بہ عنوان جسارت از ڈاکٹر سید عبداللہ، (لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۱۱ء)، ص ۱۰

۴۱۔ ایضاً، ص ۱۷۶

۴۲۔ ڈاکٹر مقصود جعفری، *The Message of Iqbal*، (لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۲۲ء)، ص ۶۰

۴۳۔ عزیز احمد، اقبال: نئی تشکیل، (لاہور: مکتبہ اردو، ۱۹۴۷ء)، ص ۴۲۶

۴۴۔ طاہر حمید، مشرق اور مغرب کی تہذیبی کشمکش کا تجزیاتی مطالعہ فکرِ اقبال کی روشنی میں، (مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی)، مخزونہ (لاہور: یونی ورسٹی آف ایجوکیشن، س۔ن)، ص ۲۴۲

مآخذ

۱۔ احمد، ڈورس (Doris Ahmad)، Iqbal as I knew him، لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۱۸ء، بار سوم

۲۔ احمد، عزیز، اقبال: نئی تشکیل، لاہور: مکتبہ اردو، ۱۹۴۷ء

۳۔ اقبال، محمد، علامہ، *Reconstruction of Religious Thought in Islam*، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۸۹ء، بار دوم

۴۔ ____، کلیاتِ اقبال اردو، ____: ____ ۲۰۱۸ء

۵۔ ____، کلیاتِ اقبال فارسی، (____: ____، ۱۹۹۴ء

۶۔ اِکرام، سیّد محمد اکرم، پروفیسر ڈاکٹر، اقبال اور ملّی تشخص، لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر ۱۹۹۸ء

۷۔ انصاری، طیب، ڈاکٹر، خیالاتِ اقبال، حیدر آباد: ادبی مرکز، اکتوبر ۱۹۹۳ء

۸۔ جعفری، رئیس احمد، اقبال اور سیاستِ ملّی، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۱ء، اشاعتِ دوم

۹۔ جعفری، مقصود، ڈاکٹر، *The Message of Iqbal*، لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۲۲ء

۱۰۔ حمید، طاہر، مشرق اور مغرب کی تہذیبی کشمکش کا تجزیاتی مطالعہ فکرِ اقبال کی روشنی میں، (مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی)، مخزونہ، لاہور: یونی ورسٹی آف ایجوکیشن، س۔ن

۱۱۔ دین، احمد، مولوی، اقبال، مرتبہ مشفق خواجہ، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۶ء، طبع چہارم

۱۲۔ صابر، غلام، اقبال شاعر فردا، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ، ۲۰۰۶ء، طبع سوم

۱۳۔ صدیقی، عروبہ مسرور، ڈاکٹر، کلامِ اقبال میں مابعدالطبیعیاتی اور صوفیانہ عناصر، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۲۲ء

۱۴۔ صلاح الدین، احمد، تصوراتِ اقبال، لاہور: ادارہ ادبی دنیا، ۱۹۶۷ء

۱۵۔ عبدالغنی، ڈاکٹر، اقبال اور عالمی ادب، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء، طبع دوم

۱۶۔ فاروقی، شمس الرحمٰن فاروقی (دیباچہ)، خورشید کا سامانِ سفر، کراچی: اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس آف اوکسفرڈ، ۲۰۰۷

۱۷۔ فراقی، تحسین، ڈاکٹر، اقبال دیدۂ بینائے قوم، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۲۲ء، طبع دوم

۱۸۔ ____، اقبال: چند نئے مباحث، ____: ____، ۲۰۱۹ء، طبع سوم

۱۹۔ قادری، سیّد نور محمد، اقبال کا آخری معرکہ، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جنوری ۱۹۸۷ء

۲۰۔ معینی، سیّد عبدالواحد (مرتب)، مقالاتِ اقبال، پیش لفظ بہ عنوان جسارت از ڈاکٹر سیّد عبداللہ، لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۱۱ء

۲۱۔ ناصر، نصیر احمد، اقبال اور جمالیات، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع سوم ۲۰۲۲ء

۲۲۔ یاسر، خالد اقبال، ڈاکٹر، جدید تحریکات اور اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۲۲ء، طبع دوم

۲۳۔ یوسف، کنیز فاطمہ، ڈاکٹر، اقبال اور عصری مسائل، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء

رسائل و اخبارات

۱۔ اقبالیات، شمارہ جنوری / جولائی ۲۰۱۲ء، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

۲۔ نوائے وقت، لاہور، ۱۰ نومبر ۲۰۱۸ء

Bibliography:

1. Ahmed, Doris,*Iqbal as I knew him*, Lahore: Iqbal Academy,2018
2. Ahmed, Aziz, *Iqbal: Nai Tashkeel*, Lahore: Maktaba-e-Urdu, 1947
3. Iqbal, Muhammad, Allama, *Reconstruction of Religious Thought in Islam*, Lahore: Iqbal Academy, 1989, 2nd Ed.
4. ____, *Kulliyat-e-Iqbal (Urdu)*, ____: ____, 2018
5. ____, *Kulliyat-e-Iqbal (Persian)*, ____: ____, 1994
6. Ikram, Syed Muhammad Akram, Prof. Dr., *Iqbal aur Milli Tashakhus*, Lahore: Bazm-e-Iqbal, Oct. 1998
7. Ansari, Tayyab, Dr., *Khayalat-e-Iqbal*, Hyderabad: Adabi Markaz, Oct. 1993
8. Jafri, Rais Ahmed, *Iqbal aur Siyasat-e-Milli*, Lahore: Iqbal Academy, 1981, 2ndEd.
9. Jafri, Maqsood, Dr., *The Message of Iqbal*, Lahore: Iqbal Academy, 2022
10. Hameed, Tahir, *Mashriq aur Maghrib ki Tehzibi Kashmakash ka Tajziyati Mutal'a Fikr-e-Iqbal ki Roshni mein*, (Thesis for PhD), Lahore: University of Education, n. d.
11. Din, Ahmed, Maulvi, *Iqbal*, Ed. by Mushfiq Khwaja, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2006, 4th Ed.
12. Sabir, Ghulam, *Iqbal: Shair-e-Farda*, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2006, 3rd Ed.
13. Siddiqui, Urooba Masroor, Dr., *Kalam-e-Iqbal mein Ma-b'adut-Tabi'ati aur Sufiana Anasir*, Iqbal Academy Pakistan, 2022
14. Salah-ud-Din, Ahmed, *Tasawwurat-e-Iqbal*, Lahore: Idara Adabi Dunya, 1967
15. Abdul Ghani, Dr., *Iqbal aur Alami Adab*, Lahore: Iqbal Academy Pakistan,

1990, 2nd Ed.
16. Faruqi, Shams-ur-Rahman (Forward), *Khursheed ka Saman-e-Safar*, Karachi: Oxford University Press, 2007
17. Firaqi, Tehsin, Dr., *Iqbal Dida-e-Bina-e-Qaum*, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2022, 2nd Ed.
18. ____, *Iqbal: Chand Nae Mubahis*, ____: ____, 2019, 3rd Ed.
19. Qadiri, Syed Noor Muhammad, *Iqbal ka Akhri M'arka*, Lahore: Zia-ul-Quran Publications, Jan. 1987
20. Mo'ini, Syed Abdul Wahid (Ed.), *Maqalat-e-Iqbal*, *Foreword* under the title *Jasarat* by Dr. Syed Muhammad Abdullah, Lahore: Al-Qamar Publications, 2011
21. Nasir, Naseer Ahmed, *Iqbal aur Jamaliyat*, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2022, 2nd Ed.
22. Yasir, Khalid Iqbal, Dr., *Jadid Tehrikat aur Iqbal*, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2022, 2nd Ed.
23. Yousuf, Kaneez Fatima, Dr., *Iqbal aur Asri Masa'il*, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2005

Magazines:

1. *Iqbaliat*, Jan-Jul. 2012, Iqal Academy Pakistan, Lahore,
2. Daily *Nawa-i-Waqt*, Lahore, Nov. 10, 2018

❁❁